فقہ اسلامی میں قیاس کی مختلف اقسام کا اطلاق اور ایک غلطی کی تصحیح

*محمد عثمان

Abstract

Qiyas is fourth and secondary source of Islamic Law. It is legal method of deducing one principle from another by comparing them together due to common reason. There are different kinds of Qiyas like Qiyas Illah and its branches, Qiyas Dalalut, Qiyas Shubah, Qiyas Mursal and Qiyas bir Rai. Qiyas Illah and Dalalut are based on Illah as common feature between Asl and Far. Qiyas Shubah takes place due to resemblance between Asl and Far. Special consideration is the foundation of Qiyas Mursal. Personal opinion develops Qiyas bil Rai. Qiyas Illah and Dalaut are stronger. Qiyas shubah and Mursal are week. Qiyas bir Rai is limited in its application as it is not acceptable by all the people, under all cricumstances. Different kinds of Qiyas are dissimilar in its strength, scope and validity. Generally the term of Qiyas is used in discussions without identification of its kind. It is and undefined and unscholarly approach. It is an error. It is inevitable that there must be identification of kind of Qiyas in every scholarly work.

تعارف:

قیاس فقہ اسلامی کا چوتھا مصدر ہے(۱) جس کے ذریعے غیر منصوص مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد فتوحات کی کثرت، تمدن کے ارتقاء اور مسائل کے تنوع کے باعث استنباط و استخراج کی ضرورت پیش آئی اور اس پر غور و خوض کیا گیا کہ کون سے امور فرض ہیں یا واجب ہیں، کون سے مسنون ہیں اور مندوب۔ اس طرح ممنوع امور میں بھی حرام، مکروہ تحریمی اور تنزیہی وغیرہ کی درجہ بندی کی ضرورت پیش آئی۔ استنباط و استخراج کی بنیاد یہ تھی کہ قرآن و سنت کی نصوص سے رہنمائی لے کر عقل و دانش کا استعمال کر کے پیش آمدہ

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج 18 ہزاری، جھنگ

مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔اعلام الموقعین میں مذکور ہے:

"الفقهاء من عصر رسول اللّٰه الی یومنا وهم جرا استعملوا المقاییس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امر دینهم. قال: واجمعوا بان نظیر الحق حق، ونظیر الباطل باطل، فلا یجوز لاحد انکار القیاس. فالصحابة رضی الله عنهم مثلوا الوقائع بنظائرها وشبهوها بامثالها وردّوا بعضها الیٰ بعض فی احکامها وفتحوا للعلماء باب الاجتهاد"(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے سے لے کر اب تک تمام فقہاء دینی احکام میں قیاس سے کام لیتے رہے ہیں اور یہ کام تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ حق کی مثال حق ہے اور باطل کی مثال باطل ہے۔لہٰذا کسی کے لیے قیاس کا انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔صحابہ نے واقعات کو ان کے نظائر پر قیاس کیا اور ان کی امثال سے تشبیہہ دی اور احکام کو ایک دوسرے پر لوٹایا اور علماء کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولا۔

قرآن وسنت میں مذکور احکام محدود ہیں لیکن قیامت تک لوگوں کی ضروریات ومسائل غیر محدود ہیں۔اس لئے ناگزیر ہے کہ قیاس جو اجتہاد کا ایک طریقہ ہے،شرعی احکام معلوم کرنے میں لوگوں کی ضروریات ومسائل کا ساتھ دے۔

قیاس کا لغوی معنی:

لغت میں قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں۔"**القیاس والقیس مصدر ان بمعنی قدر**" القیاس اور القیس دونوں مصدر ہیں جس کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں۔یعنی کسی چیز کے کسی مثل اور نمونے سے اندازہ کرنے کو کہتے ہیں۔

قاس یقیس قیسا و قیاسا (۳) کے معنی ناپنا اور اندازہ کرنے کے ہیں۔

"اقاس الشی ء بغیره وعلیه والیه" (۴)

کسی چیز کے نمونہ پر اندازہ کرنا۔

"القیاس فی اللغة، التقدیر والمساواة"(۵)

قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا اور برابری کے ہیں۔

"قاس الشی ء یقیسه قیسا واقتاسه وقیسه اذا قدره علی مثاله" (٦)

قاس کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں جب کسی چیز کو اس کے ہم مثل پر اندازہ کیا جائے۔

کہا جاتا ہے:

"قاس الطبیب قعر الجراحة" (۷)

طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ کیا۔

ایک شعر میں قاس کے لفظ کو اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

اذا قاسها الاسی النطاسی ادبرت غثیثتها و اذداد وهیاهزومها (۸)

جب ماہر معالج نے اس کے زخم کا اندازہ کیا اور اس کا گڑھا اور کشادہ ہو گیا۔

ایک اور شعر میں ہے:

فهن بالایدی مقیساته مقدارته و مخیطاته (۹)

وہ ہاتھوں سے ناپنے پھر برابر کرنے پھر سلنے والی ہیں۔

المقایسة قیاس کا باب مفاعلة ہے۔

کہا جاتا ہے:

"هذه خشبة قیس اصبع" (۱۰)

یہ لکڑی انگلی کے مثل ہے۔

المقیاس وہ آلہ ہے جس سے اندازہ کیا جاتا ہے۔

جس طرح قیاس، اندازہ کرنے پر بولا جاتا ہے اسی طرح برابری پر بھی بولا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا اس کے مثل سے اندازہ کرنا اصل میں ان کے درمیان برابری کا نام ہے۔

"قست الثوب بالذراع ای قدرته" (۱۱)

کپڑے کو گز سے ناپا۔

اس کے لئے دو ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کی نسبت ایک دوسرے کی طرف برابری کی ہو۔

درج ذیل احادیث میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیاس کے لفظ کو اندازہ کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

پہلی حدیث:

(عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضی اللّٰه عنه قال توفی رجل ممن ولد بالمدینة

فصل علیه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: یالیته مات فی غیر مولده فقال رجل من الناس: ولم یا رسول اللّٰہ؟ قال ان الرجل اذا مات فی غیر مولده قیس له من مولده الی منقطع اثره فی الجنة) (۱۲)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کی، جس کی ولادت مدینہ میں ہوئی تھی وفات پا گیا۔ آپ ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: کاش! یہ اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور وفات پاتا۔ ایک شخص نے کہا؛ یارسول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنی جائے پیدائش کے سوا کہیں اور وفات پا جائے تو جائے پیدائش سے جائے وفات تک کی مسافت کا اندازہ کر کے جنت میں اسے اتنی ہی جگہ دی جاتی ہے۔

دوسری حدیث:

(و عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما ان رجلا سئل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من این یحرم؟ قال: مهل اهل المدینة من ذی الحلیفة و مهل اهل الشام الحجفة و مهل اهل الیمن یلملم و مهل اهل نجد من قرن قال ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما وقاس الناس ذات عرق بقرن) (۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہاں سے احرام باندھا جائے؟ فرمایا؛ اہل مدینہ کا مقام احرام ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کا جحفہ اور اہل یمن کا یلملم اور اہل نجد کا قرن۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ لوگوں نے ذات عرق کا اندازہ قرن سے کیا۔

قیاس کا اصطلاحی مفہوم:

قیاس کی تعریف میں علماء اصول کی تعبیرات مختلف ہیں۔

(۱) علماء اصول کی ایک تعبیر کے مطابق قیاس مجتہد کا فعل ہے۔

”القیاس تحصیل الحکم فی الفرعِ لاشتباههما فی علة الحکم عند المجتهد“ (۱۴)

مجتہد کے نزدیک قیاس، اصل اور فرع کی علت کی مشابہت کی بنا پر فرع کے لئے، اصل کے حکم کو تلاش کرنا ہے۔ الاحکام فی اصول الاحکام میں ہے۔

”القیاس حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم لهما اونفیة عنهما بامر جامع بینهما“ (۱۵)

کسی مشترک کی بنیاد پر کسی حکم کے ثابت کرنے یا نفی کرنے میں ایک معلوم چیز کو دوسری معلوم چیز پر محمول کرنا قیاس ہے۔

الابھاج میں ہے۔

"القياس هو التسوية وهى لا تحصل الاعند تشبيه صورة بصورة" (۱۶)

قیاس سے مراد برابری ہے۔ یہ ایک صورت کا دوسری صورت کے مشابہ ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ ان تعریفات سے یہ ظاہر ہے کہ قیاس مجتہد کا فعل ہے۔

(۲) علماء اصول کی دوسری تعبیر کے مطابق قیاس حجت الٰہی ہے۔

فواتح الرحموت میں ہے۔

"انه حجة الٰهية موضوعة من قبل الشارع لمعرفة احكامه" (۱۷)

قیاس حجت الٰہی ہے جو احکامات معلوم کرنے کے لئے شارع نے وضع کیا ہے۔

قیاس کی ان تعریفات میں داخلی طور پر ربط موجود ہے۔ جب مجتہد، مشترک علت کے ذریعے کوئی حکم معلوم کرتا ہے تو مجتہد کا یہ فعل اللہ کی مراد و منشاء معلوم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس طرح قیاس مجتہد کا فعل بھی ہے اور حجت الٰہیہ بھی۔ اس طرح قیاس کی ان تمام تعریفات میں داخلی ربط و مطابقت پائی جاتی ہے۔

قیاس کی مختلف اقسام:

قیاس کی درج ذیل اقسام ہیں (۱۸)

۱۔ قیاس علت

☆ قیاس اولیٰ ☆ قیاس مساوی ☆ قیاس ادنی ☆ قیاس الطرد

☆ قیاس العکس ☆ قیاس جلی ☆ قیاس خفی

۲۔ قیاس دلالت

۳۔ قیاس شبہ

۴۔ قیاس مرسل

۵۔ قیاس بالرائے

ا۔قیاس علّت:

اس سے مراد یہ ہے کہ علّت کی بناء پر حکم اصل کو فرع میں جاری کیا جائے۔قرآن مجید میں اس قیاس کی مثالیں بیان ہوئی ہیں۔حضرت عیسیؑ کی بغیر باپ کے تخلیق کو تخلیق آدمؑ پر قیاس کیا گیا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

{ اِنَّ مثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ } (۱۹)

بے شک اللہ کے نزدیک عیسٰی علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام جیسی ہے۔

یعنی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔اس علت کی بنا پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تخلیق بغیر باپ کے ہوئی ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے۔

اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَھۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِھِمۡ مِنۡ قَرۡنٍ مَکَّنّٰھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَالَمۡ نُمَکِّنۡ لَّکُمۡ وَاَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَیۡھِمۡ مِدۡرَارًا. وَجَعَلۡنَا الۡاَنۡھٰرَ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھِمۡ فَاَھۡلَکۡنٰھُمۡ بِذُنُوۡبِھِمۡ وَاَنۡشَانَا مِنۡ بَعۡدِھِمۡ قَرۡنًا آخَرِیۡنَ (۲۰)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کی ہیں۔جنہیں زمین میں ہم نے وہ قوت دی تھی جو تمہیں نہیں دی گئی۔ان پر خوب بارشیں برستی تھیں۔ان کے قدموں تلے چشمے جاری تھے۔ہم نے گناہوں کے سبب انہیں غارت کر دیا اور ان کے بعد اور نئے لوگوں کو کھڑا کر دیا۔

اس آیت میں گناہ کو قوموں کی ہلاکت کی علت قرار دیا گیا ہے۔یہ علت جب بھی واقع ہوگی اس کا نتیجہ تباہی و بربادی ہوگا۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔

لاَ جُنَاحَ عَلَیۡھِنَّ فِیۡۤ اٰبَآئِھِنَّ وَلَآ اَبۡنَآئِھِنَّ وَلَآ اِخۡوَانِھِنَّ وَلَآ اَبۡنَآءِ اِخۡوَانِھِنَّ وَلَآ اَبۡنَآءِ اَخَوَاتِھِنَّ (۲۱)

پیغمبر کی ازواج کے لئے اپنے باپ (کے سامنے بے پردہ آنے) میں کوئی گناہ نہیں ہے، نہ اپنے بیٹوں کے، نہ اپنے بھائیوں کے، نہ اپنے بھتیجوں کے، نہ اپنے بھانجوں کے۔

اس آیت میں پردہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔یہ خطاب اگرچہ ازواج مطہرات کو ہے مگر یہ تعلیم

امت کی باقی عورتوں کو بھی ہے۔ باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے اور بھانجے کا حکم ذکر کیا گیا ہے کہ عورت پر ان سے پردہ نہیں ہے۔ اس کی علّت یہ ہے کہ یہ سب رشتے عورت کے محرم ہیں یعنی ان کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ اس آیت میں ماموں اور چچا کا ذکر نہیں لیکن محرم ہونے والی علت ان میں بھی موجود ہے۔ اس لیے ان کا حکم بھی یہی ہے کہ ان سے پردہ نہیں ہے۔ چچا اور ماموں سے پردہ نہ ہونے کا حکم باپ اور بیٹے وغیرہ پر قیاس کرنے سے ثابت ہوا ہے۔

فقہ اسلامی میں قیاس علت کا اطلاق:

موجودہ دور میں فیشن کے لئے پلاسٹک سرجری کا رواج ہے۔ جس سے انسانی اعضاء کی پسندیدہ شکل حاصل ہو جاتی ہے۔ اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جسم اللہ کی امانت ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خود ساختہ تبدیلی درست نہیں ہے۔ اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

لعن اللہ الواشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ (۲۲)

اللہ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو خوبصورتی کیلئے اپنے دانتوں کے درمیان فاصلہ بناتی ہیں اور چہروں کے بالوں کو نوچتی ہیں اور دانتوں کو باریک کرتی ہیں۔ یہ عورتیں اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی ہیں۔

اس ممانعت پر قیاس کرتے ہوئے صرف خوبصورتی کیلئے پلاسٹک سرجری ناجائز ہے (۲۳) کیونکہ پلاسٹک سرجری انسانی جسم کے مختلف اعضاء خاص طور پر چہرہ کی پسندیدہ شکل اختیار کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ قیاس علت ہے۔

علت کی قوت اور درجہ کے لحاظ سے قیاس کی تقسیم:

علت کی قوت و درجہ کے لحاظ سے قیاس کو اولیٰ، مساوی اور ادنیٰ میں تقسیم کیا جاتا ہے (۲۴)

قیاس اولیٰ:

قیاس کا مدار فرع کے، اصل کے ساتھ علت میں اشتراک پر ہے۔ جب فرع کی علت، اصل کی فرع سے زیادہ قوی ہوتی ہے تو ایسا قیاس قیاس اولیٰ کہلاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ (۲۵)

والدین کو اف تک نہ کہو۔

اس آیت میں والدین کو تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے اور اف تک کہنے سے روکا گیا ہے۔ والدین کو

ں قیاس کی
ہے۔
ضرت عیسیٰ
اس کا نتیجہ
ے مگر یہ تعلیم

مارنا اور زدوکوب کرنا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ اس میں فرع کی علت، اصل کی علت سے زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ مارنا، اف کہنے سے زیادہ قوی ہے۔ قیاس کی اس قسم کو دلالۃ النص بھی کہتے ہیں۔

قیاس مساوی:

جس میں فرع کی علت، اصل کی علت کے مساوی ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا (۲۶)

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔

اس آیت میں ناحق مال کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ علت ہے۔ اس مال کو تلف کرنے اور جلانے والے کے لیے بھی یہی وعید ہوگی۔ اس طرح اصل وفرع کی علت برابر ہے۔

قیاس ادنیٰ:

بعض اوقات فرع میں جو علت ہوتی ہے وہ اصل کی علت کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہے۔

شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے اور یہ علت نبیذ میں کم پائی جاتی ہے۔ یعنی فرع کی علت، اصل کی علت سے کم تر ہے۔ لہذا نبیذ کی حرمت، قیاس ادنیٰ سے ثابت ہوگی۔

علت کے اثبات ونفی کی بنا پر قیاس کی تقسیم:

علت کے اثبات ونفی کی بنا پر قیاس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ قیاس الطرد:

جس میں اصل کی علت کی وجہ سے فرع میں حکم کو ثابت کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید نے شراب کو حرام قرار دیا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۲۷)

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں۔ ان سے اجتناب کرو تا کہ نجات پاؤ۔

یہ آیت شراب کی حرمت کے بارے میں ہے۔اس کی حرمت کی علّت نشہ پیدا کرنا ہے۔لہٰذا یہ علّت جس مشروب میں بھی (بے شک اس کو کوئی اور نام دے دیا جائے) پائی جائے گی۔اس پر شراب کے حکم کا اطلاق ہوگا۔

۲۔ قیاس العکس:

جس میں علتِ حکم اور اس کے اثبات کی نفی ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً مَّمۡلُوۡکًا لَا یَقۡدِرُ عَلٰی شَیۡءٍ وَمَنۡ رَزَقۡنٰہُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَھُوَ یُنۡفِقُ مِنۡہُ سِرًّا وَجَھۡرًا. ھَلۡ یَسۡتَوٗنَ(۲۸)

اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال بیان کی ہے جو دوسرے کے اختیار میں ہے کسی بھی چیز پر قادر نہیں۔اور ایسا شخص ہے جس کو ہم نے بہت سا مال عطا کیا ہے۔وہ اس کو مخفی اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے۔کیا دونوں شخص برابر ہیں۔

اس مثال سے یہ ظاہر ہے کہ دونوں غلام برابر نہیں ہیں۔صفات کے اعتبار سے مختلف ہیں۔اس مثال میں علتِ حکم کی نفی پائی جاتی ہے۔

علت کی صراحت واخفاء کی بنا پر قیاس کی تقسیم:

علت کی صراحت واخفاء کی بنیاد پر قیاس کی درج ذیل دو اقسام ہیں(۲۹)

قیاس جلی:

ایسا قیاس جس میں اصل اور فرع کے درمیان موجود علت اتنی واضح ہو جس کی طرف ذہن فوراً منتقل ہو جائے۔اس قیاس کو قیاس قطعی بھی کہتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ. ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ(۳۰)

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔

اس آیت میں اذان جمعہ کے بعد ہر قسم کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے۔اس ممانعت کی علّت یہ ہے

کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کے معاملات میں مشغولیت سے یہ ڈر ہے کہ انسان نماز سے غافل ہو جائے اور جمعہ کی نماز ادا نہ ہو سکے۔ لہٰذا یہ علّت اذان جمعہ کے بعد جس کام میں بھی موجود ہوگی اس پر یہی حکم نافذ ہوگا۔ مثلاً ہر قسم کی ملازمت، عدالتوں کی کاروائی، پارلیمنٹ کا اجلاس جیسی ہر قسم کی مصروفیات منع ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کام جمعہ جو ذکر الٰہی کی ایک شکل ہے سے رکاوٹ کا سبب ہیں۔ یہ سب امور آیت کی رو سے قیاساً منع ہیں۔

باقی تمام مصروفیات کا خرید وفروخت کے ساتھ ملحق ہونا بالکل صریح ہے۔

قیاس خفی:

جس میں اصل اور فرع کے درمیان موجود علت اتنی واضح نہ ہو بلکہ کافی غور وخوض کے بعد سمجھ میں آئے۔ عموماً قیاس اسی نوعیت کا ہوتا ہے۔ ایسے قیاس کو قیاس خفی اور استحسان کہا جاتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ ظاہری قیاس یہ ہے کہ درندوں پر قیاس کرتے ہوئے ان کا جھوٹا ناپاک ہو۔ لیکن یہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ پرندے اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں جو ہڈی کی ہوتی ہے اور اس میں لعاب نہیں ہوتا۔ اس لئے انہیں ناپاک لعاب والے درندوں پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔ یہ قیاس خفی ہے اور یہی استحسان بالقیاس الخفی کی مثال ہے(۳۱)

۲۔ قیاس دلالت:

اما قیاس الدلالة هو ان یجمع بین الفرع والاصل بدلیل العلة لیدل اشتراکهما(۳۲)

قیاس دلالت وہ قیاس ہے جس میں فرع اور اصل کے درمیان ایسی دلیل علت موجود ہو جو ان دونوں کے ایک جیسے ہونے پر دلالت کرتی ہو۔

اصل وفرع میں دلیل علت اور اس کو ملزوم سے جمع کرنے کا نام قیاس دلالت ہے۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

> **وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ. اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی. اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (۳۳)**

> اور ان کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ وہ بنجر پڑی ہے۔ پھر جونہی ہم نے اس پر پانی اتارا، وہ حرکت میں آ گئی اور وہ لہلہا اٹھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس

زمین کو زندہ کیا، وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زمین کے بنجر ہونے کے بعد اس کا دوبارہ پیداوار کے قابل ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسی طرح انسانوں کو قبر سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ زمین کے زندہ کردینے کا، انسانوں کے زندہ کردینے پر قیاس کیا گیا ہے۔

فقہ اسلامی میں قیاس دلالت کا اطلاق:

نکاح کا معاہدہ خاص شرائط کے ساتھ خاص الفاظ سے وجود میں آتا ہے۔ نکاح اور تزویج کے الفاظ سے نکاح کے انعقاد میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک انعقاد نکاح کے لئے یہی دو الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ کیا نکاح، بیع، ہبہ، صدقہ، تملیک، اجارہ، اعارہ، قرض، سلم، صرف، وصیت اور متعہ جیسے الفاظ سے منعقد ہوتا ہے یا نہیں۔

ان تمام الفاظ کے استعمال کے لئے فقہاء نے قیاس کا استعمال کیا ہے۔ جو الفاظ نکاح پر دلالت کرتے ہیں ان کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔ اور جو الفاظ نکاح پر دلالت نہیں کرتے ہیں ان کی اجازت نہیں دی ہے۔ یہ استنباط قیاس دلالت کی بنا پر ہے۔

بدائع الصنائع میں مذکور ہے۔

”ولا ینعقد النکاح بلفظ الاجارة عند عامة مشایخنا والاصل عندھم ان النکاح لا ینعقد الا بلفظ موضوع لتملیک العین“ (۳۴)

ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک لفظ اجارہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ فقہاء کے نزدیک اس بارے میں اصول یہ ہے کہ نکاح صرف اس لفظ سے منعقد ہوتا ہے جو تملیک عین کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

اجارہ سے مراد کسی کی خدمات معاوضہ کے بدلے حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ اجارہ کا لفظ تملیک عین پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ اس لئے اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ قیاس شبہ:

جب فرع اور اصل میں بہت زیادہ مشابہت موجود ہو تو اصل کا حکم فرع میں جاری کرنے کو قیاس شبہ کہتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (۳۵)

وہ بھائی بولے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔

جب بنیامین کے سامان سے شاہی جام نکلا تو اس کے سوتیلے بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔

یہ قیاس شبہ ہے کہ اصل وفرع میں کوئی علت جامعہ نہیں ہے صرف شبہ کی بنا پر اصل وفرع کو ملا دیا گیا ہے۔

فقہ اسلامی میں قیاس شبہ کا اطلاق:

غلام کا اپنے آقا پر انحصار ہوتا ہے۔ جب آقا اپنے غلام کو اذن تزوج دیتا ہے تو کیا اس اجازت میں نکاح صحیح کے ساتھ نکاح فاسد بھی شامل ہوتا ہے یا نہیں۔ نکاح فاسد کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

بدائع الصنائع میں مذکور ہے۔

"هل يدخل تحت الاذن بالتزوج النكاح الفاسد قال أبوحنيفة يدخل حتى لو تزوج العبد امرأة نكاحا فاسد او دخل بها لزمه المهر فى الحال وقال أبويوسف ومحمد لا يدخل ويتبع بالمهر بعد العتق" (٣٦)

کیا اذن تزوج کے تحت نکاح فاسد بھی داخل ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ داخل ہے چنانچہ اگر کسی غلام نے کسی عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول بھی کر لیا تو آقا کو مہر دینا لازم ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ ومحمدؒ فرماتے ہیں کہ نکاح فاسد اذن کے تحت داخل نہیں ہے۔ چنانچہ صورت بالا میں آقا پر مہر کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی بلکہ غلام سے آزادی کے بعد وصول کیا جائے گا۔

فقہاء کا یہ اختلاف قیاسِ شبہ کی بنا پر ہے۔ کیونکہ نکاح صحیح اور نکاح فاسد میں وجود نکاح کی مشابہت پائی جاتی ہے۔

۴۔ قیاس مرسل:

"القياس المرسل هوالذى ليس له اصل معين يرده اليه" (٣٧)

قیاس مرسل ایسا قیاس ہے جس کی کوئی سند نہیں ہوتی ہے۔ جس کی طرف اس کو لوٹایا جا سکے۔

اس قیاس کی بنیاد کسی مصلحت پر ہوتی ہے۔

فقہ اسلامی میں قیاس مرسل کا اطلاق:

حکم نکاح کے بارے میں فقہاء نے قیاس استعمال کیا ہے۔

بدایۃ المجتہد میں مذکور ہے۔

فاما حكم النكاح فقال قوم: هو مندوب إليه، وهم الجمهور، وقال أهل الظاهر هو واجب، وقالت المتأخرة من المالكية: هو في حق بعض الناس واجب، وفي حق بعضهم مندوب إليه، وفي حق بعضهم مباح، وذلك عندهم يحسب مايخاف على نفسه من العنت...... فاما من قال إنه في حق بعض الناس واجب، وفي حق بعضهم مندوب إليه، وفي حق بعضهم مباح،فهو التفات إلى المصلحة وهذا النوع من القياس هو الذي يسمى المرسل. (٣٨)

جہاں تک نکاح کے حکم کا تعلق ہے جمہور فقہاء کے نزدیک نکاح کرنا مستحب ہے اور اہل ظاہر نے کہا ہے نکاح واجب ہے۔ متاخرین فقہائے مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح بعض لوگوں کے حق میں واجب ہے، بعض کے حق میں مندوب ہے اور بعض کے حق میں مباح ہے اور یہ ان کے نزدیک اس کے مطابق ہے کہ جتنا نفس پر گناہ کا خوف ہو۔ جس نے کہا کہ بے شک نکاح بعض کے حق میں واجب ہے اور بعض کے حق میں مستحب ہے اور بعض کے حق میں مباح ہے۔ یہ قول مصلحت پر مبنی ہے۔ یہ قیاس کی قسم ہے۔ جسے قیاس مرسل کہتے ہیں۔

قیاس مرسل کی بنا پر اصحاب مالک نے حکم نکاح میں مصلحت کو پیش نظر رکھا ہے اور جو وسعت اختیار کی ہے اس کی وجہ وہ معاشرتی و معاشی مشکلات و مصالح ہیں جو لوگوں کو درپیش ہوتی ہیں۔ اصحاب مالک کا یہ قیاس، قیاس مرسل ہے۔

حکم نکاح کی یہ وسعت کہ نکاح حالات کے مطابق بعض افراد کے لئے واجب ہے۔ بعض کے لئے مستحب ہے اور بعض کے لئے مباح ہے، عصری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ ایک طرف خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر نے عائلی زندگی کی مشکلات کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے یہ ایک بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ دوسری طرف مالی مشکلات، مصنوعی تصنع بازی، جہیز کی مسابقت اور ریاکاری کی آمیزش جیسے مفاسد نے مزید رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔ اگر یہ وسعت اختیار نہ کی جائے اور نکاح کو علی الاطلاق واجب قرار دیا جائے تو آج مردوں اور عورتوں کی بہت بڑی تعداد کو نکاح نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار قرار دینا پڑے گا۔

۵۔ قیاس بالرائے:

یہ ایسا قیاس ہے جس میں فقیہہ کی ذاتی رائے شامل ہوتی ہے۔ اس لیے قیاس کی یہ قسم اکثر فقہاء کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔

قیاس بالرائے کی مثال:

مدت رضاعت میں فقہاء نے قیاس سے کام لیا ہے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بڑے آدمی کی رضاعت حرمت پیدا کرنے والی نہیں ہے اور چھوٹے کی رضاعت محرم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رضاعت کے معاملے میں چھوٹے اور بڑے کے درمیان حد فاصل کو متعین کیا جائے۔ بدائع الصنائع میں ہے۔

"وقد اختلف فيه قال أبو حنيفة ثلاثون شهر اولا يحرم بعد ذلك سواء فطم أولم يفطم وقال أبويوسف و محمد رحمهما الله تعالىٰ حولان لا يحرم بعد ذلك فطم أولم يفطم وهو قول الشافعي وقال زفر ثلاثة أحوال وقال بعضهم خمس عشرة سنة وقال بعضهم أربعون سنة"(۳۹)

اس مدت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہے اس کے بعد حرمت ثابت نہیں ہوتی اگر چہ بچے کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو یا نہ چھڑایا گیا ہو۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دو سال ہے۔ اس کے بعد حرمت ثابت نہیں ہوتی اگر چہ بچے کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو یا نہ چھڑایا گیا ہو۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ امام زفرؒ کے نزدیک تین سال بعض کے نزدیک پندرہ سال اور بعض کے نزدیک چالیس سال ہے۔

مدت رضاعت کیلئے پندرہ سال اور چالیس سال کے اقوال فقہاء کی ذاتی آراء ہیں اور موجودہ معاشرہ میں نا قابل عمل ہیں۔

ایک غلطی کی تصحیح:

قیاس کی مذکورہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ قیاس کی مختلف اقسام ہیں۔ آج کل فقہی مباحث میں قیاس کے حوالے سے ایک غلطی پائی جاتی ہے۔ جب قیاس کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے تو قیاس کے ساتھ اس کی قسم کا تعین نہیں کیا جاتا ہے۔ اطلاقیت کے لحاظ سے قیاس کی قوت وضعف کا اندازہ، قیاس کی قسم کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔ قیاس کی مختلف اقسام ہیں۔ قیاس علت، عمل کے لحاظ سے قوی تر ہے۔ قیاس شبہ میں، شبہ کا اور قیاس بالرائے

میں شخصی رائے کا ضعف پایا جاتا ہے۔ قیاس اولیٰ، مساوی اور ادنیٰ قوت وعمل کے لحاظ سے قیاس کی اقسام ہیں۔ قیاس الطرد وقیاس العکس علت کے اثبات ونفی کی بنا پر قیاس کی اقسام ہیں۔

درج ذیل مثالوں میں قیاس کے ساتھ اس کی قسم کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

بینک کے لاکرز (Lockers) کے حکم میں قیاس

ایک شخص بینک کے اندر کسی مخصوص تجوری (Lockers) کو کرایہ پر لیتا ہے اس تجوری میں وہ خود اپنی اشیاء رکھتا ہے عام طور لوگ اس میں سونا، چاندی اور قیمتی دستاویزات رکھتے ہیں۔ یہ شخص بینک کو کرایہ دیتا ہے۔ دونوں کے درمیان کرایہ داری کا معاملہ طے ہوتا ہے۔ اس معائدہ کے بعد وہ لاکرز بینک کے پاس بطور امانت موجود رہتا ہے۔ اس لاکرز کو امانت پر قیاس کیا جائے گا اور امانت کے احکام نافذ ہوں گے(۴۰)۔ اس میں قیاس کی قسم کا تعین نہیں کیا گیا ہے کہ یہ کونسا قیاس ہے۔

شیئرز (Shares) کی خرید وفروخت میں قیاس:

شیئرز کی خرید وفروخت تجارت کی ایک جدید شکل ہے:

اس کی ایک شکل یہ ہے کہ بعض اوقات ایک شخص Shares خرید لیتا ہے لیکن ابھی تک اس شیئرز پر قبضہ اور ڈلیوری Delivery نہیں ہوتی۔ اس سے پہلے وہ ان شیئرز کو آگے فروخت کر دیتا ہے۔ کیا اس طرح قبضہ سے پہلے ان کو آگے فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کو شریعت کے اصول ''خریدی ہوئی چیز کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں''(۴۱) پر قیاس کر کے ناجائز تصور ہوگا(۴۲)۔ اس میں قیاس کی قسم کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

حاصل بحث:

حاصل بحث یہ ہے کہ قیاس فقہ اسلامی کا چوتھا اور ثانوی ماخذ ہے۔ جس میں اشتراکِ علت کی بنا پر حکمِ منصوص کو غیر منصوص میں جاری کیا جاتا ہے۔ قیاس علت، قیاس دلالت، قیاس شبہ، قیاس مرسل اور قیاس بالرائے، قیاس کی مختلف اقسام ہیں۔ ہر قسم اپنی نوعیت، شرائط اور اطلاق کے لحاظ سے مختلف ہے۔ علمی وفقہی موضوعات میں قیاس کا جہاں بھی تذکرہ ہو اس کے ساتھ قیاس کی قسم کا تعین ضروری ہے۔ قیاس کی مختلف اقسام پر صرف قیاس کی اصطلاح کا استعمال اور اطلاق درست نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قیاس کے ساتھ قیاس کی قسم کا تعین کیا جائے ورنہ یہ کمی اس بحث کو نامکمل اور غیر علمی بنا دیتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ السرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، ص:۱/۲۷۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت

۲۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العلمین، ص:۱/۲۰۵، مکتبہ کلیات الازہریہ، مصر

۳۔ ابراہیم انیس الدکتور، المعجم الوسط، ص:۷۷۰، انتشارات ناصر خسرو۔ ایران

۴۔ لویس معلوف، المنجد، ص:۳۲۷، خزینہ علم وادب، لاہور

۵۔ التھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون، ص:۲/۱۱۸۹، سہیل اکیڈمی۔ لاہور

۶۔ ابن منظور، لسان العرب، ص:۱۱/۳۷۰، دارالکتب لعلمیہ، بیروت، لبنان

۷۔ ایضاً، ص:۱۱/۳۷۰

۸۔ الازھری، محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، ص:۹/۲۲۵، الدار المصریہ، مصر

۹۔ ابن منظور، لسان العرب، ص:۱۱/۳۷۰

۱۰۔ الازھری، محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، ص:۹/۲۲۴

۱۱۔ الآمدی، ابی الحسن علی، الاحکام فی اصول الاحکام، ص:۳/۱۶۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

۱۲۔ النسائی، احمد بن علی، سنن النسائی، باب الموت بغیر مولدہ، ص:۱/۲۵۹، المکتبہ السّلفیہ، لاہور

۱۳۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، ص:۲/۳، المکتب الاسلامی، بیروت

۱۴۔ الآمدی، ابی الحسن علی، الاحکام فی اصول الاحکام، ص:۳/۱۶۹

۱۵۔ ایضاً، ص:۳/۱۷۰

۱۶۔ علی بن عبدالکافی، الابھاج فی شرح المنھاج، ص:۳/۵، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۴ھ

۱۷۔ محبّ اللہ بن عبدالشکور، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ص:۲/۲۹۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۸۲ھ

۱۸۔ محبّ اللہ بن عبدالشکور، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ص:۲/۳۲۰

ابن قیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العلمین، ص:۱/۱۳۳

عبدالکریم زیدان، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ، ص۲۱۹، دارالکتب سلفیہ، لاہور

الصنعانی، محمد بن اسمعیل الامیر، اجابۃ السائل شرح بغیۃ الآمل، ص:۲۰۶، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء

۱۹۔ آل عمران:۵۹

۲۰۔ الانعام:۶

۲۱۔ الاحزاب:۵۵
۲۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب المتمصات، ص:۲/۸۷۹، نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت آرام باغ، کراچی، ۱۹۶۱ء
۲۳۔ خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، ص:۱۷۰، پراگریسو بکس، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۲ء
۲۴۔ عبدالکریم زیدان، الدکتور، الوجیز فی اصول الفقہ، ص۲۱۹، دار الکتب سلفیہ، لاہور
۲۵۔ الاسراء:۲۳
۲۶۔ النساء:۱۰
۲۷۔ المائدہ:۹۰
۲۸۔ النحل:۷۵
۲۹۔ محب اللہ بن عبدالشکور، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ص:۲/۳۲۰
۳۰۔ الجمعۃ:۹
۳۱۔ الزیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق، ص:۱/۳۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان
۳۲۔ المقدسی عبداللہ بن احمد، روضۃ الناظر وجنۃ المناظر، ص:۱۶۶، جامعہ الامام محمد بن مسعود، الریاض، ۱۳۹۹ھ
۳۳۔ حٰم السجدہ:۳۹
۳۴۔ الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص:۲/۲۳۰
۳۵۔ یوسف:۷۷
۳۶۔ الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص:۲/۲۳۶
۳۷۔ الصنعانی، محمد بن اسمٰعیل الامیر، اجابۃ السائل شرح بغیۃ الآمل، ص:۲۰۶، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۶ء
۳۸۔ ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، ص:۲/۲، المکتبۃ العلمیہ، لاہور
۳۹۔ الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص:۴/۶
۴۰۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، فقہی مقالات، ص:۳/۱۵، میمن اسلامی پبلشرز، کراچی
۴۱۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب النھی عن بیع الطعام مالم یقبض، ص:۱/۱۶۱، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی
۴۲۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، فقہی مقالات، ص:۱/۱۵۳، میمن اسلامی پبلشرز، کراچی

۱۳۸ھ
۱۹۸۶ء